عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور نعماء کے حصول کی کوشش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍اگست ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سال رواں کے ماہِ رمضان کا یہ آخری جمعہ اور آخری روزہ ہے۔ رمضان آج ختم ہو رہا ہے لیکن رمضان کی ذمہ داریاں اور رمضان کی برکات ختم نہیں ہوتیں ماہِ رمضان کے خاتمہ پر بلکہ سارا سال چلتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا ریفریشر کورس ہے یعنی عادت ڈالی جاتی ہے بہت سی عبادات کی اور اُمید رکھی جاتی ہے کہ ایک مومن بندہ سارے سال ان اسباق کو جو رمضان میں دیئے جاتے ہیں بھولے گا نہیں۔ انہیں یاد رکھے گا اور ان پر عمل کرے گا۔ یہ ماہ جو ہے اس میں ایک ہمہ گیر اور ہمہ پہلو مجاہدہ کا نظارہ ہے۔ اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا انسان کو حاصل ہو جائے۔ روزے ہیں، نوافل ہیں، کثرت سے تلاوت قرآن کریم ہے، دعائیں کثرت سے مانگی جاتی ہیں اور کثرت سے دعائیں کرنے کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ صدقہ و خیرات ہے۔ خدمت کے جذبہ کو ابھارا جاتا اور قربانی اور ایثار پیدا کیا جاتا ہے اور اپنے نفس کی اور اپنے ماحول کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ مرکزی نقطہ ان تمام عبادات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اللہ مل جائے، پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی، نہ کسی اور ہستی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس کے لئے ثباتِ قدم چاہیئے۔

سورۃ الرعد کی آیت ۲۳ میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی تاکید ہے کہ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:۲۳) اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا انہی کے لئے اس گھر کا بہترین انجام مقدر ہے۔

تو جو اسباق دیئے گئے، جو اخلاقی اور روحانی ورزشیں کروائی گئیں ماہِ رمضان میں اس کے متعلق خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ انسان ثباتِ قدم سے عمل کرتا رہے ان پر۔ حالات کے مطابق شکل بدل جائے گی لیکن دل نہیں بدلے گا نہ نیتیں بدلیں گی۔ اس بنیادی سبق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت میں دو باتیں خدام کو دو انصار کو اور دو باتیں جماعت کو کہنا چاہتا ہوں۔

خدام کو میں یہ دو باتیں کہنا چاہتا ہوں کہ اول کہ عاجزانہ دعائیں سارا سال ہی کرتے رہو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ جیسے رمضان میں تم یا تم میں سے اکثر جھکتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے دامن کو سارا سال ہی تھامے رہنا چھوڑنا مت۔ ہر خیر اس سے مانگو اور خدا کرے کہ ہر خیر اس سے پاؤ اور دوسرے یہ کہ تم خادم ہو اس امت کے جس کے متعلق کہا گیا اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے اس امت کا وہ حصہ ہو جس کے ذمہ عملاً خدمت کی ذمہ داری ہے۔ تمہارا کام ہے خدمت اور یہ بہت سے پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔ کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرو۔ تمہاری خدمت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ کسی کو بھی دکھ میں دیکھ کر دکھ میں رہنے نہیں دو گے جب کسی کو دکھ میں پاؤ گے اس کے دکھ کو دور کرنے کی کوشش کرو گے۔ اس کی کئی شکلیں ہیں مثلاً ایک گھرانہ ایسا ہے جس کے حالات اس قسم کے ہو گئے عارضی طور پر یا ایک لمبا عرصہ کے لئے عارضی طور پر اس طرح کہ مثلاً بعض دنوں میں بعض بیماریاں وبائی شکل میں آتی ہیں ملیریا ہی آ جاتا ہے سارا گھر ملیریا میں پڑا ہوا ہے۔ دوا لانے والا کوئی نہیں۔ ان کا سودا سلف لانے والا کوئی نہیں۔ دوسری خدمت ان کا کرنے والا کوئی نہیں تو تم ان کی دوا لاؤ ان کا سودا سلف لاؤ۔ گھر کے اندر کے کام ہیں۔ اپنی بہنوں کو ساتھ لے جاؤ جو وہاں ان کے کام کریں۔ ان کی اس تکلیف میں جب بیماری انہیں مجبور کرتی ہے، دکھ اٹھانے پر، ان کے دکھ کو ان کی مدد کر کے دور کرو، تمہاری خدمت کی ایک شکل تمہارے پروگرام میں یہ بنی کہ اپنی

گلیوں اور سڑکوں کو صاف رکھو اور جو دکھ انسان کو سڑکوں کی گندگی کے نتیجہ میں یا اس لئے کہ ان کو Maintain نہیں رکھا گیا، پہنچ سکتا ہے۔ اس دکھ سے تم انہیں بچاؤ۔ وقارِ عمل کرتے ہو تم۔ آم کے موسم میں لوگ غلطی سے چھلکے اور گٹھلیاں باہر پھینک دیتے ہیں۔ بعض دفعہ گٹھلیاں دکانوں کے سامنے پڑی ہوتی ہیں اس کا خیال رکھو کیونکہ ایک شخص بھی اگر کسی آم کی گٹھلی یا چھلکے پر پھسلتا ہے تو خدام الاحمدیہ اس مقام کی اس شہر کی اور یہاں ربوہ کی، ذمہ دار ہے کہ وہ دکھ سے بچا سکتی تھی اپنے بھائی کو اور انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر گرمی کی پریشانی ہے۔ رمضان سے پہلے سارا دن خدام کام کرتے رہے ہیں بعض مقامات پر اڈے وغیرہ پر۔ پیاس کی شدت گرمی کی وجہ سے تکلیف کا احساس پیدا کرتی ہے اس دکھ کو ٹھنڈے پانی سے دور کیا جاتا ہے ان کو وہ پلاؤ۔ قطع نظر اس کے کہ جس کی تم خدمت کر رہے ہو اور جس کا دکھ تم دور کر رہے ہو وہ کس عقیدہ، کس مذہب، کس قوم اور کس رنگت کا ہے اپنے خدمت کے پروگرام کو اس کی ساری وسعتوں کے ساتھ پوری طرح چوکس اور بیدار رہ کر ادا کرو۔

انصار کو میں جو دو باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ عاجزانہ دعاؤں سے اپنے رب کو راضی کرو اور تمہارا اصل کام تربیت کا ہے اس کی طرف پوری توجہ دو تا کہ آنے والی نسلیں آنے والی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور نباہنے والی ہوں۔

یہ تربیت گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اپنے بچوں اور لواحقین (Dependents) سے اور پھر ماحول کی وسعتوں میں پھیل جاتی ہے۔ گھر سے گاؤں، گاؤں سے علاقہ، علاقہ سے ملک، ملک سے نکل کے جب بنی نوع انسان کو اپنے احاطہ میں لے لیتی ہے۔ آپ پر پہلی ذمہ داری ہے دعائیں کرنا۔ وہ دعائیں ہر ایک کے کام کے لحاظ سے اور ہر ایک کے ماحول کے لحاظ سے اور عمر کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں ایک خادم کی دعا کا بڑا حصہ یہ ہے۔ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰه: ۱۱۵) ابھی وہ سیکھ رہا ہے۔ علم دین بھی سیکھ رہا ہے، علم اخلاقیات بھی سیکھ رہا ہے، علم روحانیات بھی سیکھ رہا ہے، وہ خدا سے کہے کہ اے خدا! تو نے مجھ پر خدمت کی ذمہ داری ڈالی لیکن اس کے لئے جن علوم کی مجھے ضرورت ہے کہ مجھے اخلاق کے سارے پہلو معلوم ہوں روحانیت میرے اندر پیدا ہو، مجھے یہ معلوم ہو کہ میں اپنے جسموں کی اور دوسروں کے جسموں

کی صحیح نشو ونما اور تربیت کیسے کرسکتا ہوں، کس رنگ میں ان کی خدمت بجالاسکتا ہوں۔ یہ دعائیں ہیں خدام کی جو بڑے ہیں ان کی یہ دعا ہے کہ اے خدا ہماری ذریت کو اور ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو اپنا بندہ بنا۔ ان کے دلوں میں اپنا پیار پیدا کر۔ ہمارے لئے قرۃ العین ہوں وہ ہماری بدنامی کا باعث نہ بنیں۔ لوگ یہ نہ کہیں کہ خود تو انہوں نے دینی میدان میں ظاہری رنگ میں (باقی دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) بہت بلند مقام حاصل کئے لیکن ان کے بچے خراب ہوگئے۔ آنے والی نسلیں آباء کے مقام سے گر گئیں۔ یہ دعائیں ہیں ان کی اور تربیت کی ذمہ داری دعاؤں کے پہلو بہ پہلو آگے بڑھتی ہے۔ جس طرح خدام کیلئے خدمت کی ذمہ داری دعاؤں کے ساتھ۔

''دعا اور خدمت'' پہلو بہ پہلو آگے بڑھتے ہیں۔ انصار کے لئے تربیت کی ذمہ داری دعاؤں کے ساتھ ''دعا اور تربیت'' پہلو بہ پہلو آگے بڑھتے ہیں۔ اور جماعت کو جو دو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہ کہ عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنے رب کریم کی رضا اور اس کی نعماء کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دعاؤں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نباہنے کے قابل بننے کی کوشش کرو کہ ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور نور کو متعارف کروانے کی ذمہ داری تم پر ہے اور دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے یہ نعمت حاصل کرو کہ تم واقع میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوسکتے ہو خدا کی نگاہ میں یعنی اس طور سے نقشِ قدم پر چلنے والے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کا صحیح معنٰی میں اور حقیقی رنگ میں دوسروں کے لئے اسوہ بن جاؤ اور تمہاری زندگیوں کو دیکھ کر اور تمہارے اعمال کو دیکھ کر تمہارے اسوہ کے حسن کے گرویدہ ہوکر وہ جو ابھی تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے نہیں آئے وہ اس طرف کھچے آئیں۔ جذب ہو تمہارے اندر۔ اپنے لئے نہیں چونکہ تمہارا مقام تو نیستی کا مقام ہے ہر دو پہلو سے (۱) اس لئے بھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تمہارا مقام نیستی کا ہے اور (۲) اللہ تعالیٰ کے مقابل تمہارا مقام نیستی ہے۔ وہ عظیم ہستی جس کے سامنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے اور فنا فی اللہ ہو کر

نیستی کا مقام حاصل کیا۔ جس مقام پر دنیا فخر کرتی آئی ہے اور فخر کرتی چلی جائے گی۔

تو کبر اور غرور نہیں بلکہ ’’خدمت‘‘ ’’عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ تربیت کی توفیق پانا‘‘ خدام وانصار کا اور اتنی بڑی ذمہ داری! اتنی بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے تم پر کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جب آدمی سوچتا ہے کہ ذمہ داری کتنی بڑی ہے اور طاقت کس قدر تھوڑی۔ یہی سمجھ آتا ہے کہ خدا سے دعا مانگ کر جتنا زیادہ سے زیادہ انسان کر سکتا ہو کر دے اور باقی (جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم اپنی سی کر لو گے تو کمی کو میں پورا کر دوں گا)۔

انسان دعا کرے کہ اے خدا! میری کوشش کو خواہ وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو ایسا بنا دے کہ قبول ہونے کے لائق ہو تیرے حضور اور جب خدا قبول کر لیتا ہے انسان کی کوشش کو تو خامیاں دور کر دیتا ہے اور نتائج پورے نکال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خدام کو اپنی ذمہ داریاں، انصار کو اپنی ذمہ داریاں اور جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس کے نتیجے میں اس نے جو نعماء کے وعدے اور بشارتیں دی ہیں وہ ہماری نسلوں میں ہماری زندگیوں میں اور آنے والی نسلوں کی زندگیوں میں پوری ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۲، ۳)